

## مخلص درخواست

نمبر 3550

ایک وعظ

جمعرات، 8 فروری 1917 کو شائع ہوا

سی ایچ اسپرجن کی طرف سے

میٹروپولیٹن تابیر نیکل، نیوٹنگٹن میں پیش کیا گیا

بیٹے کو چومو، تاکہ وہ غصہ نہ کرے، اور تم راہ سے ہلاک نہ ہو جاؤ، جب کہ اس کا قہر تھوڑی دیر کے لیے بھڑک جائے۔  
"خوشی ہیں وہ سب جو اس پر بھروسہ رکھتے ہیں۔"

زبور 2:12

آج رات ہم تھوڑی دیر کے لیے پُر سکون بات چیت کریں گے۔ میں نے ایک سادہ اور مخلص گفتگو کو ایک شخص کی زندگی کی سمت بدلتے دیکھا ہے۔ مجھے ایک اچھے آدمی کا یاد آتا ہے، جو سافک کے ایک چھوٹے بازار شہر میں رہتا تھا۔ وہ واعظ نہیں تھا، جتنا مجھے علم ہے، اس نے کبھی واعظ کرنے کی کوشش نہیں کی تھی، پھر بھی وہ ایک زبردست روحوں کا فاتح تھا۔ اس نے دیکھا تھا کہ اس شہر میں، جیسے کہ ہمارے بیشتر چھوٹے شہروں میں ہوتا ہے، لڑکے جیسے جیسے بڑے ہوتے ہیں، لندن یا کسی دوسرے بڑے صنعتی مرکز میں روزگار کے لیے جاتے ہیں، اور نتیجتاً، وہ اپنے گھر، والدین، سرپرستوں، اور ان تنظیموں کو چھوڑ دیتے تھے جن میں انہوں نے پرورش پائی تھی، اور ایک نئے ماحول میں قدم رکھتے تھے، جہاں وہ اتنی نگرانی سے محروم ہو جاتے تھے جو انہیں ہمیشہ ٹوٹنے سے بچاتی تھی۔

اس کی نگاہ اور ہمیشہ سننے والے کان نے یہ طے کیا کہ کب کوئی نوجوان آدمی جا رہا ہے، اور اس نے ایک مہذب دعوت دی چائے کی، اور اس چائے کی میز پر جو الفاظ اس نے کہے، جو احتیاطیں اس نے دیں، اور مسیح کے لیے فیصلہ کرنے کی ضرورت پر جسے اس نے چھوڑا، اور خاص طور پر وہ مخلص دعا جس سے اس نے شام کا اختتام کیا—سب چیزیں بہت سے نوجوانوں نے یاد رکھی ہیں، جو جب وہ بڑے شہروں میں منتقل ہوئے، تو کبھی بھی اس خاموش، پربیزگار گفتگو کا اثر نہیں مٹا سکے جو اس نے کی تھی۔ ان میں سے بعض نے اپنی توبہ کو خدا کی طرف، اور راستبازی کی راہوں میں اپنی ثابت قدمی کو اس شام سے منسلک کیا جب انہوں نے اس عاجز، مگر حکیم اور مخلص شخص کے ساتھ وقت گزارا تھا۔

میں حیران ہوں کہ کیا ہم میں سے کوئی بھی اپنے نوجوان دنوں میں ایسی کوئی بات یاد کرتا ہے جو ہمارے اوپر ایسا اثر ڈالے؟ مجھے اس سے بھی زیادہ حیرت ہے کہ اگر میں آج رات کسی عظیم بات کو واعظ کرنے کی کوشش کرنے کے بجائے، جو میری فطرت میں نہیں ہے، میں حاضرین سے جو ابھی تک غیر مخلص ہیں، بہت سنجیدہ اور واضح طور پر بات کرنے کی کوشش کروں، تو کیا خدا اپنے روح القدس کے ذریعہ اس پر برکت نہیں دے گا اور یہ کسی کے موجودہ راستے اور ابدی تقدیر کے فیصلے کے لیے ایک موثر نہیں بنائے گا؟

ہماری آیت میں کچھ بہت ٹھوس نصیحت ہے۔ آئیے پوچھیں—یہ اصل میں کس کو خطاب کی گئی تھی؟ اور اب یہ کس کو مناسب طور پر خطاب کی جاتی ہے؟

یہ کس کو خطاب کیا گیا تھا۔ I.

بیٹے کو چومو، تاکہ وہ غصہ نہ کرے۔" دسویں آیت کو دیکھو، "اب تم حکیم بنو، اے تم بادشاہو! تم زمین کے قاضیوں! سیکھو!" اسی طرح دنیا کے حکمرانوں اور طاقتوروں، ان لوگوں کو جنہوں نے قوانین بنائے اور جنہوں نے انہیں نافذ کیا، جن کے ہاتھوں میں ان کے رعایا کی آزادی تھی، بلکہ ان کی جانیں بھی، یہ الفاظ کہے گئے تھے۔ لوگ ہر گزرتے دن پر شہزادی کے سامنے پیش کی جانے والی ایک وعظ کے بارے میں بڑی باتیں کرتے ہیں۔ مجھے یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ میں نے ایک یا دو بار ان پروٹکشنز پر ایک شلنگ ضائع کیا تھا۔ مجھے کبھی سمجھ میں نہیں آیا کہ انہیں آدمی پینی میں کیوں نہ بیچا جائے، کیونکہ مجھے لگتا ہے کہ اس قیمت پر بہتر وعظ مل سکتے تھے۔ لیکن پھر بھی، ہمیشہ کچھ نہ کچھ دلچسپی جڑی ہوتی ہے جو کسی بادشاہ یا ملکہ کے سامنے پیش کی جانے والی کسی بات میں ہوتی ہے، اور خاص طور پر اگر وہ کسی بادشاہ کو خطاب کرے۔

اب یہ بادشاہوں اور قاضیوں کو دی گئی ایک چھوٹی سی ذاتی نصیحت تھی۔ پھر بھی، یہ مشورہ ان لوگوں کے لیے بھی فائدہ مند ہو سکتا ہے جو کم مرتبے والے ہیں۔ آپ، جناب، اتنے بڑے مقام پر نہیں ہیں، لیکن یہ نصیحت آپ کے لیے بھی اتنی ہی اچھا ہو سکتی ہے۔ اگر یہ ان لوگوں کے لیے تھی جو تختوں پر بیٹھتے ہیں، عصا تھامتے ہیں، اور اقتدار کا استعمال کرتے ہیں، تو آپ کو سنجیدگی سے اس نصیحت کو سننے اور شکرگزار ہو کر قبول کرنے میں زیادہ عاجزی نہیں کرنی پڑے گی۔

دیکھیں، میں آپ کو آپ کے کوٹ سے پکڑتا ہوں، اور ایک منٹ کے لیے آپ کو تھام لیتا ہوں، اور کہتا ہوں، اب حکمت اختیار کرو، یہ دن ہے عقل کے استعمال کا، تھوڑی سی سمجھداری اختیار کرو، اپنے سوچنے والے سر کو پہن لو، اس تنبیہ کو نظر انداز نہ کرو، یا اسے ایک طرف دھکیل کر ٹھنک کر چھوڑ نہ دو، جیسے یہ کوئی ناسمجھ یا غیر ضروری بات ہو۔ یہ الفاظ بادشاہوں کے لیے تھے، اس لیے ان پر دھیان دو، یہ تمہارے لیے ایک بادشاہی پیغام ہو سکتا ہے۔ شاید—کیونکہ عجیب باتیں ہوتی ہیں—یہ تمہیں بھی ایک بادشاہ بنا دے، اس قول کے مطابق جو لکھا ہے، "اس نے ہمیں خدا کے لیے بادشاہ اور کابن بنایا۔"

وہ زبان جو بادشاہوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ سکتی ہے، یقیناً ایسے چھوٹے اور گمنام افراد کی توجہ بھی حاصل کرے گی جو یہاں جمع ہیں۔ بلاشبہ، جب اعتراض خدا کے منہ سے نکلے اور یہ دنیا کے سب سے بڑے حکمرانوں کو خطاب کرے، تو آپ اس بات کو اپنے لیے ایک انعام سمجھیں گے کہ یہ معاملہ آپ تک پہنچا ہے۔ اور چونکہ یہ آپ سے براہ راست تعلق رکھتا ہے، اس لیے زیادہ ضروری ہے کہ آپ اس پر دھیان دیں۔

یہ الفاظ ان لوگوں کے لیے تھے جنہوں نے جان بوجھ کر ہمارے نجات دہندہ، خدا کے بیٹے، مسیح کے بادشاہ ہونے کے خلاف مزاحمت کی تھی۔ انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اسے مسترد کریں گے۔ انہوں نے کہا، "اؤ، ہم ان کی زنجیریں توڑ ڈالیں اور ان کی رسیاں ہم سے دور پھینک دیں۔" ایک تباہ کن، خطرناک فیصلہ تھا، ایک ایسی تقدیر کے مقابلے میں جسے کوئی سازش نہیں روک سکتی، کوئی اتحاد اسے موڑ نہیں سکتا۔ اس لیے، یہ احتیاط اور نصیحت تمام یا کسی کے لیے اپیل کرتی ہے جو مسیح اور سچائی کے مذہب کے مخالف ہیں۔

مجھے نہیں لگتا کہ یہاں کوئی ایسی بڑی تعداد میں ہے جو فعال طور پر اور کھلم کھلا انجیل کے خلاف بغاوت کر رہی ہو، لیکن شاید کچھ ایسے ہوں، اور اگر ہیں، تو میں ایک انتباہ دینا چاہوں گا، اور بلند آواز سے یہ وارننگ بجا سکوں گا، "اب حکمت اختیار کرو، تمہیں سننا چاہیے!" اچھے مقصد کے لیے جوش و جذبہ رکھنا اچھا ہے، لیکن اگر یہ غلط مقصد ہو تو؟ تارس کے شاول مسیح کے خلاف بہت جوش میں تھے، لیکن کچھ غور و فکر کے بعد وہ اتنے ہی جوش و جذبے سے مسیح کے لیے کھڑے ہو گئے۔ یہ آپ کو بہت پچھتاوا دے سکتا ہے کہ آپ نے اس کے خلاف اتنا شدید رد عمل دکھایا جو آپ کو پتا چلے گا کہ آپ کے محبت کے لائق تھا، نہ کہ آپ کے سخت مخالف ہونے کے۔

ہر حکمت والے شخص کو، اس سے پہلے کہ وہ کسی پالیسی کا دفاع کرے یا مزاحمت کرے، یہ پورا یقین کر لینا چاہیے، جتنا کہ انسانی فیصلے سے ممکن ہو، کہ آیا وہ صحیح ہے یا غلط، مطلوب ہے یا مروجہ نہیں۔ مجھے یقین نہیں ہے کہ میں کسی کو مخاطب کر رہا ہوں جو جان بوجھ کر اچھے کام کے مخالف ہوں گے۔ یا اگر تعصب آپ کے فیصلے پر اثر انداز ہو گیا ہے، تو یہ اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ آپ کا فیصلہ اب غیر جانبدار ہو۔ اس لیے رکھیں، اور غور سے سنیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کا دل نرم ہو جائے، اور حکمت آپ کے دل کو روشن کرے۔

یہ الفاظ ان لوگوں سے کہے گئے جو حکمت رکھنے کے لائق تھے—یعنی زمین کے بادشاہوں اور قاضیوں سے۔ وہ طاقتور لوگ خطا پر تھے، ورنہ یہ ملامت بے وقت اور غیر ضروری ہوتی۔ "اب تم حکمت اختیار کرو، اے بادشاہو! تم، زمین کے قاضیوں، نصیحت قبول کرو!" معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بغاوت کی تھی—کسی حد تک جہالت کے سبب، مگر زیادہ تر حسد اور دشمنی کے باعث—انہوں نے خدا کے مسیح کے خلاف سرکشی کی اور بغاوت برپا کی۔ بلا شک و شبہ، وہ اسے صحیح طور پر نہ سمجھ سکے۔ شاید وہ یہ گمان کرتے تھے کہ اس کی راہ سخت ہے، اس کے احکام بوجھل ہیں، اس کی حکومت جابرانہ ہے۔ مگر وہ تمہاری طوفانی طبیعت کا جواب اپنی نرم گفتاری سے دیتا ہے۔

تمہاری بے لگام طغیانی کے مقابل، وہ اپنی رحمت کی نرمی سے جواب دیتا ہے، "اے بادشاہو! تم حکمت سیکھو؛ اے زمین کے قاضیوں، نصیحت قبول کرو!" کچھ اور سیکھ لو، کچھ اور علم حاصل کرو، شاید یہ تمہاری باطل خیالات کی اصلاح کر دے۔ روشنی کی ایک کرن اگر تمہارے ذہنوں میں چمکے تو شاید تمہیں اس تاریکی پر لرزہ طاری ہو جائے جس میں تم ڈوبے ہوئے ہو۔ حق کی ایک جھلک شاید تم پر ظاہر کر دے کہ تم غلطی پر تھے۔ ممکن ہے کہ یہ تمہارے دل کی کشتی کا رخ موڑ دے اور اسے ایک نئی راہ پر ڈال دے۔ ہم میں سے کوئی بھی ایسا حکیم نہیں کہ مزید نصیحت سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ جو نادان سے کچھ نہ سیکھ سکے، وہ خود بھی نادان ہے۔

جب کوئی کہے، "مجھے کافی علم حاصل ہو چکا ہے،" تو وہ درحقیقت کچھ نہیں جانتا۔ جو یہ سمجھتا ہے کہ اس کی تعلیم مکمل ہو چکی ہے، اسے اپنی تعلیم کا آغاز نئے سرے سے کرنا چاہیے، کیونکہ وہ ابھی تک صحیح راہ پر نہیں چلا۔ اگر بنیاد محکم ہو تو تعلیم کی عمارت استوار ہو سکتی ہے، مگر یہ کبھی مکمل نہیں ہو سکتی۔ ایک طالبعلم کا شعار ہمیشہ بلندی کی طرف بڑھنا ہونا چاہیے۔ جوں جوں وہ علم میں ترقی کرتا ہے، مزید بلندیوں کو دیکھتا ہے، اور جب تک وہ اس دنیا میں ہے، تحقیق کے نئے میدان اس پر کھلتے جائیں گے۔

پھر میں یہ بھی یقین رکھتا ہوں کہ ہمارے نصیحتی کلام میں خاص طور پر ان لوگوں کے لیے پیغام ہے جو اپنے حقیقی فائدے کے بارے میں لاپرواہ اور بے فکر ہیں۔ زمین کے بادشاہ یہ غور و فکر کر رہے تھے کہ وہ کس طرح مسیح کی مخالفت میں کامیاب ہو سکتے ہیں، مگر وہ اپنے حقیقی مفاد کے بارے میں شدید غفلت میں مبتلا تھے۔ اسی لیے انہیں متنبہ کیا گیا، "اب تم!" حکمت سیکھو؛ اے زمین کے قاضیوں، نصیحت قبول کرو

ہمارے دور میں مذہب کے بارے میں عمومی لاعلمی میرے نزدیک نہایت خوفناک ہے۔ لوگوں کا علم نہایت سطحی اور بے بنیاد ہے۔ وہ سوچتے نہیں، وہ حقائق سے نتائج اخذ کرنے کے لیے زحمت نہیں اٹھاتے، بلکہ "عوامی رائے" کے بہاؤ کے ساتھ بہہ جاتے ہیں۔ اگر لوگوں میں حقیقتاً سمجھنے کی صلاحیت ہوتی، تو بعض باطل مذاہب جو آج عام ہیں، بہت جلد مٹ جاتے۔ میں حیرت اور افسوس کے ساتھ دیکھتا ہوں کہ انسان کس قدر جہالت میں ڈوبے ہوئے ہیں، جب میں دیکھتا ہوں کہ وہ کس شوق اور عقیدت کے ساتھ محض نمائشی چیزوں اور دنیاوی تماشوں کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ وہ خدا کی عبادت کر رہے ہیں۔ کیا ان کے دماغ میں عقل نہیں؟ کیا ان کے پاس سوچنے کی صلاحیت نہیں؟ کیا ان میں استدلال کی قوت نہیں؟ یہ کیسا نقص ہے جو ان کی فطرت میں پایا جاتا ہے، یا کون سی مہلک حماقت ہے جس نے انہیں ان کی عقل سے محروم کر دیا ہے؟ کیا ہمیں ان پر ترس کھانا چاہیے، انہیں ملامت کرنی چاہیے، یا ان کا تمسخر اڑانا چاہیے؟

جب جادوگری کے مقدمات میں کسی کو سزا دی جاتی ہے، تو عموماً دھوکے باز کو مجرم سمجھا جاتا ہے، اور دھوکے میں آنے والے پر ہنسی کی جاتی ہے۔ مگر جب مذہبی فریب کاری کا معاملہ ہو، تو رسوائی دونوں طرف برابر تقسیم ہوتی ہے۔ چنانچہ مذہب کی آڑ میں دکھاوے اور ریاکاری کی رسومات جاری رہتی ہیں، یہاں تک کہ فکر کی طاقت، ضمیر کی آواز، اور میں یہ بھی کہوں گا، آزادی کی محبت، ان پر فیصلہ صادر کرے گی۔

لوگ غور و فکر نہیں کرتے۔ ان میں سے بعض اپنے باپ دادا کے مذہب پر قائم ہیں، خواہ وہ کچھ بھی ہو۔ تم رومی کاتھولک خاندانوں اور کوئیکر خاندانوں کے بارے میں سنتے ہو۔ انہیں یقین نہیں، بلکہ روایت ان کی راہوں کو متعین کرتی ہے۔ اور کچھ وہ ہیں جو اپنے گرد و پیش کے لوگوں کے مذہب کو اختیار کرتے ہیں، جیسا کہ وہ ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ اچھے پروٹسٹنٹ ہیں، مگر اگر وہ نیپلز میں پیدا ہوتے تو وہ اتنے ہی اچھے پاپسٹ ہوتے، اور اگر تمبکٹو میں پیدا ہوتے، تو اتنے ہی اچھے بُت پرست ہوتے۔ اور کسی بھی حال میں بس ایسے ہی اچھے۔

سوچ، عقل، یا فہم ان کے حساب و کتاب میں شامل نہیں ہوتی۔ وہ عبادت گاہ میں جاتے ہیں، وہ ویسے ہی دعا کرتے ہیں جیسے اور لوگ کرتے ہیں، یا عبادت میں "آمین" کہتے ہیں۔ مگر سوچنے کی زحمت نہیں کرتے۔ وہ بنا سوچے گاتے ہیں، بنا سوچے سنتے ہیں، اور چونکہ یہ کام انجام دینا ہے، تو شاید بنا سوچے وعظ بھی کرتے ہیں۔

وعظ کی بات کرو تو میرے پاس وہ نمونے موجود ہیں جو نو پنس میں خریدے جا سکتے ہیں۔ ان میں زیر خط الفاظ ہوتے ہیں تاکہ زور دینے کی جگہ ظاہر ہو، اور جملوں کے درمیان ٹھہرنے کے مواقع بھی واضح ہوں۔ وعظ گوئی آسان بنا دی گئی! شاید وہ دن بھی آ جائے جب ہمیں واعظ دینے کی مشینیں ملیں، کیونکہ سننے کی مشینیں تو ہم پہلے ہی پا چکے ہیں۔

ہمارے سامعین کی اکثریت ایک خودکار پتلے سے زیادہ جاندار نہیں۔ زندگی اور حرکت دونوں میں مفقود ہیں۔ وعظ دینا اور سننا! شاید بھاپ کے زور سے بھی کیا جا سکے۔ کاش ایسا نہ ہوتا

انسان بلاشبہ دیگر معاملات میں غور و فکر کرتا ہے۔ اگر کوئی صحت کا مسئلہ اٹھے، تو کچھ لوگ اسے حل کرنے کے لیے تگ و دو کریں گے۔ اگر کسی نئی ایجاد کی ضرورت ہو، مثلاً ایک بندوق یا ایک تارپیڈو جو بڑے پیمانے پر جانیں تلف کر سکے، تو لوگ اس ہلاکت خیز علم میں مہارت حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کو تیار ہوتے ہیں۔

مگر انسان ہر چیز کے بارے میں سوچتا ہے سوائے اپنے خدا کے۔ وہ ہر کتاب پڑھتا ہے مگر اپنی بائبل کو نہیں۔ وہ ہر اثر کو قبول کرتا ہے مگر مسیح کی محبت کے اثر کو نہیں۔ وہ ہر چیز میں دلیل اور حجت دیکھتا ہے، مگر خدا کے الہامی کلام کی اٹل سچائی میں نہیں۔

اے افسوس! لوگ کب غور کریں گے؟ کیوں وہ بغیر سوچے سمجھے ابدیت کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہیں؟ کیا مرنا اور دوسرے جہان میں داخل ہونا بس یوں ہی ہے جیسے ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں جانا؟ کیا آخرت کوئی حقیقت نہیں؟ کیا جنت فقط ایک خواب ہے، اور جہنم ایک دھمکی؟ اگر ایسا ہے، تو ان دھندلوں میں کھیلنا چھوڑ دو، اور ان دھوکہ دہی کی باتوں کو ترک کرو۔

اگر یہ باتیں سچ ہیں یا جھوٹ، تمہاری بے اخلاصی دونوں صورتوں میں نمایاں ہے۔ اگر تم بائبل کی نصیحت کو قبول نہیں کرتے، تو کم از کم دیانت داری سے اس کا انکار کر دو۔ خدا کے کلام کی سنجیدگی پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرنا اور پھر اس سے کھیلنا، یہ خود کو دھوکہ دینا اور اپنے خالق کی توہین کرنا ہے۔

میں ہر بے فکر شخص کے ضمیر سے اپیل کرتا ہوں—کیا عقل اور فہم ایسی دو رُخی کو جائز سمجھیں گے؟

اب جب کہ میں نے ان لوگوں کی نشاندہی کر دی ہے جن پر یہ کلام صادق آتا ہے، اُو، میں تمہاری توجہ اس نصیحت کی طرف مبذول کراؤں جو انہیں دی گئی ہے۔

## II. وہ نصیحت جو دی گئی ہے

یہی نصیحت ہے، کہ خدا کے خلاف بغاوت مت کرو۔ تم میں سے بعض نے جان بوجھ کر اور دانستہ ایسا کیا ہے، اور بعض نے اس کے حقوق کو نظر انداز کر کے اور اس کی مرضی کو سراسر ترک کر کے۔ یہ روا نہیں کہ تم اس سرکشی کی حالت میں قائم رہو۔ ایسے گناہ میں الجھ جانا ہی سخت ہے، مگر اس میں قائم رہنا حد درجہ بیوقوفی اور بولناک جرم ہے۔

"!خداوند کی عبادت خوف کے ساتھ کرو، اور لرزتے ہوئے خوشی مناؤ"

کیا تم کہتے ہو، "ہم نے نصیحت سنی ہے اور اسے قبول کرنے کے لیے تیار ہیں، مگر اب ہماری فکر یہ ہے کہ ہم خدا سے کیونکر صلح کر سکتے ہیں؟ ہم کس طرح اس سے پھر سے دوستی میں آ سکتے ہیں، جس کے خلاف ہم نے اس قدر سخت بغاوت کی اور جسے اتنی شدت سے ناراض کیا؟"

یہی نصیحت کا خلاصہ ہے:

"!بیٹے کو بوسہ دو، اس کو تعظیم دو، اپنے دلوں کی محبت بھری اطاعت خدا کے بیٹے کے حضور پیش کرو"

تمہارے اور اس عظیم بادشاہ کے درمیان ایک بولناک دراڑ ہے۔ تمہیں اس کے حضور رسائی حاصل نہیں، کیونکہ تمہاری بغاوت ایسی سخت رہی کہ وہ تمہاری شنوائی نہیں کرے گا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا ہے، اور تمہاری اور اس کی درمیان کوئی راہ نہیں۔ اس نے ایک دبیز پردہ لٹکا دیا ہے، جس کے پار تمہاری دعائیں بھی نہیں پہنچ سکتیں۔ مگر وہ تمہیں اپنے بیٹے کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیتا ہے۔

وہ بیٹا اس کا ہم ذات ہے، جو ازلی الوہیت میں خود اسی کے ساتھ ایک ہے، مگر اس نے خاکساری اختیار کی اور انسان بنا، اور تمہاری فطرت کو اپنے ساتھ متحد کر لیا، اور اسی فطرت میں اس نے الہی عدالت کے حضور گناہ کی کفارہ گزاری پیش کر دی۔ اب پس خدا تم سے اپنے بیٹے کے وسیلہ سے معاملہ کرے گا۔

تمہیں ایک وکیل کی ضرورت ہے، جیسے ایک مدعی عدالت میں خود اپنا مقدمہ نہیں لڑ سکتا، بلکہ کسی ایسے مشیر کی حاجت ہوتی ہے جو قانون میں زیادہ ماہر ہو اور اس کے حق میں زیادہ بہتر طور پر دلائل دے سکے۔ خداوند نے مقرر کیا ہے کہ اگر تم اس کے چہرے کو دیکھنا چاہتے ہو، تو وہ صرف یسوع مسیح کے چہرے میں دکھائی دے گا۔

خدا سے صلح کی مختصر راہ یہ نہیں کہ تم اپنی راہوں کو سدھارنے کی کوشش کرو، یا اپنے گناہوں کے لیے کوئی بہانہ تلاش کرو، یا کوئی اعمال بجا لاؤ، یا کسی رسوم کو پورا کرو، بلکہ سیدھا مسیح کے پاس جاؤ، جو واحد اور اکلوتا درمیانی ہے، جسے صلیب پر جکڑا گیا، جو جسم کے اعتبار سے مارا گیا مگر روح کے وسیلہ سے زندہ کیا گیا۔

وہ اب خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے، اور تمہیں حکم ہے کہ اس کی عبادت کرو، اس پر بھروسا رکھو، اور اس سے محبت کرو۔ یہی کرو، اور تمہاری اور خدا کی صلح ایک ہی لمحے میں ہو جائے گی۔ مبارک یسوع تمہیں تمہارے گناہ سے دھو دے گا، اور مسیح کی راستبازی تمہیں ایسی خوبصورتی سے ملبس کرے گی کہ تم خدا کی نظر میں مقبول ٹھہرو گے۔

"!بیٹے کو بوسہ دو"

اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو تعظیم دو، جیسا کہ ہمارے ملکوں میں یہ رواج ہے کہ جب کوئی خاص عہدہ تفویض کیا جاتا ہے تو بادشاہ یا ملکہ کے ہاتھ کو بوسہ دینا ہوتا ہے، کہ اس کا احترام اور فرمانبرداری ظاہر کی جائے۔

پس اُو، اور نجات دہندہ کے حضور جھکو، اُو اور اس کے قدم چومو، اُو اور اپنی محبت اس کے حضور بچھاؤ کرو

یہ کوئی مشکل کام نہیں، بلکہ ہم میں سے بعض تو یہ چاہتے ہیں کہ ہمیشہ اس کے مبارک قدموں کو چومتے رہیں۔ یہی ہمارے  
!لیے جنت کافی ہوگی

اے لوگو! اؤ اور اس کی تعظیم کرو، مان لو کہ مسیح تمہارا بادشاہ ہے، اپنی زندگی کو اس کی خدمت کے لیے وقف کر دو، اپنی  
!تمام طاقتوں اور قابلیتوں کو اس کی مرضی کے تابع کر دو، مگر سب سے بڑھ کر، اس پر بھروسا رکھو

"!مبارک ہیں وہ سب جو اس پر توکل کرتے ہیں"

یہی ہے سچا بوسہ— اُس پر ایمان رکھو، اُس پر بھروسا کرو، اُس پر تکیہ کرو، اپنے آپ پر بھروسا کرنا چھوڑ دو، اور یسوع پر  
بھروسا رکھو۔ خود کو مسیح کے مکمل شدہ کام پر ڈال دو، اور جب تم ایسا کرو گے تو تمہارا ایمان تمہیں خدا سے ملا دے گا،  
اور تم سلامتی کے ساتھ جا سکتے ہو۔ مگر اب سے تمہارا راستہ صرف اسی بادشاہ کی خدمت کے لیے ہونا چاہیے، جس کے ہاتھ  
کو تم نے بوسہ دیا ہے، اور اس پیارے فدیہ دینے والے کے مطیع بنو، جو تمہارا حق رکھتا ہے، کیونکہ اُس نے تمہیں اپنے بیٹ  
بہا خون سے خریدا ہے۔

یہ نصیحت فوری ہے— اسی دم کرو! میں محض خطابت کے انداز میں نہیں بول رہا، بلکہ تم سے ایک دوست کی مانند گفتگو کر  
رہا ہوں۔ کاش میں ان قطاروں میں سے گزر سکتا، یا ان نشستوں کے اوپر سے آ کر ہر ایک کا ہاتھ تھام کر نرمی سے کہہ سکتا،  
"دوست، خدا چاہتا ہے کہ تُو اُس سے صلح کر لے، اور یہ صرف اِس سادہ عمل کے ذریعہ ممکن ہے کہ تُو یسوع پر ایمان لا اور  
!"اُسے اپنا رہنما اور بادشاہ قبول کر لے

ابھی کر لو! اگر یہ کوئی قابلِ قدر کام ہے تو یہ فوراً کرنے کے لائق ہے۔ یہ مبارک کام ہے— پھر تاخیر کیوں؟ یہ نہایت آسان کام  
ہے— پھر ہچکچاہٹ کیسی؟ یہ سب سے چھوٹی چیز ہے جو خدا تجھ سے چاہتا ہے، اور یہاں تک کہ وہ بھی تجھ سے تیرے زور  
سے نہیں کروائے گا۔ کیا تُو راضی ہے مگر کمزور ہے؟ وہ تجھے وہی کرنے کی طاقت دے گا جس کا وہ تجھ سے حکم دیتا ہے۔

اب، جیسا کہ تُو اپنی نشست میں بیٹھا ہے، تُو کیا کہتا ہے؟ کوئی کہے گا، "میں اِس پر غور کروں گا۔" مگر کیا اس پر غور کی  
کچھ حاجت ہے؟ اگر میں نے اپنے باپ کو ناراض کیا ہوتا، تو میں فوراً اُس سے صلح کرنے کی خواہش رکھتا، اور اگر میرا باپ  
مجھ سے کہتا، "میرے بیٹے، میں تجھ سے صلح کر لوں گا اگر تُو جا کر اپنے بھائی سے بات کرے،" تو میں اسے مشکل نہ  
سمجھتا، کیونکہ میں اپنے بھائی سے بھی ویسے ہی محبت رکھتا جیسے اپنے باپ سے، اور میں فوراً اُس کے پاس جاتا، اور یوں  
سب کچھ درست ہو جاتا۔

خدا فرماتا ہے، "یسوع کے پاس جاؤ، میں اُس میں ہوں۔ تم مجھے وہیں پا سکتے ہو— اُس کی صلیب کے راستے آؤ، تم مجھے  
وہاں راضی پاؤ گے۔ صلیب کے بغیر میں ایک منصف ہوں اور میری دہشتیں تمہیں ہلاک کر دیں گی۔ مگر جب صلیب تمہارے  
!"اور میرے درمیان ہوگی، تو میں تمہارا باپ ہوں گا، اور تم میرا چہرہ محبت سے دمکتا دیکھو گے۔

مگر میں یسوع تک کیسے پہنچوں؟" کیا تُو پوچھتا ہے؟ کیا میں نے تجھے نہیں بتایا؟— بس اُس پر ایمان لا، اُس پر بھروسا رکھ۔  
ایمان مسیح پر تکیہ کرنے کا نام ہے۔ یہی خوشخبری ہے: "خداوند یسوع مسیح پر ایمان لا، تو تُو نجات پائے گا!" اپنی ساری  
امیدیں اُس پر رکھ، ہر اُس آقا کی اطاعت ترک کر دے جس نے کبھی تجھ پر حکمرانی کی، اور مسیح کا خادم بن جا۔ اُس پر تکیہ  
کر کہ وہ تجھے خدا کے دہنے ہاتھ پر بحفاظت پہنچائے گا، اور وہ ایسا کرے گا۔

"!بیٹے کو بوسہ دو"

اے دوست! میں تجھ سے یہ کروا نہیں سکتا، یہ تیرے اپنے ارادے سے ہی ہونا چاہیے۔ صرف خدا ہی تیرے ارادے کو جھکا سکتا  
!ہے کہ وہ مسیح کی مرضی کے تابع ہو جائے، مگر میں تجھ سے التجا کرتا ہوں— بیٹے کو بوسہ دے، اور ابھی دے

یہ نصیحت ہم پر کیسے زور دے کر کہی گئی ہے؟ III.

ہر دوسرے راستے کی بے ثباتی ظاہر ہو چکی ہے۔ خدا سے صلح کر لو، کیونکہ اُس سے دشمنی رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔  
زمین کے بادشاہوں نے خدا کی مخالفت کی، مگر جب وہ اپنی تدبیریں باندھ رہے تھے، تو خدا ہنستا رہا۔ خدا فرماتا ہے، "تُو بھی  
میں نے اپنے بادشاہ کو اپنے مقدس کوہِ صیون پر بٹھا دیا ہے۔" (زبور 2:6).

اگر میں ایک بادشاہ ہوتا اور بدقسمتی سے مجھے جنگ کرنی پڑتی، تو میں برگز نہ چاہتا کہ میں ایسے دشمن سے لڑوں جو مجھ سے دس گنا زیادہ طاقتور ہو۔ میں کسی ایسے سے مقابلہ کرتا جس سے کچھ برابری کا امکان ہو، تاکہ بہادری اور عمدہ حکمتِ عملی کے ذریعے فتح ممکن ہو سکے۔

لیکن قادر مطلق کے خلاف جنگ چھیڑنا سراسر دیوانگی ہے۔ میں نہیں دیکھتا کہ کوئی بھی شخص، چاہے وہ کوئی بھی ہو، کیسے خدا کی مخالفت میں کھڑا ہو سکتا ہے؟ میں نے اکثر مشاہدہ کیا ہے، جیسا کہ یقیناً تم نے بھی کیا ہوگا، کہ نادان پتنگا چراغ یا مشعل کی روشنی سے کھنچ کر آتا ہے۔ وہ اس پر حملہ کرتا ہے جیسے اسے بجھا دے گا، مگر آگ میں جل کر درد سے تڑپتا نیچے گر جاتا ہے۔ پھر بھی اگر اس کے پر سلامت ہوں، تو وہ دوبارہ لپکتا ہے، اور پھر وہی تکلیف سہتا ہے۔ اور جب تک تم رحم کر کے اسے مار نہ دو، وہ اسی آگ سے لڑتا رہے گا جو اسے ہلاک کر رہی ہے۔

یہی گنہگار کی زندگی کا حال ہے، اور یہی اُس کی موت بھی ہوگی۔

اے عزیز دوست، ایسا نہ کرو! کیا میں عقل و شعور کی آواز سے تجھے منع نہیں کر رہا؟ اگر تُو جنگ کرنا ہی چاہتا ہے، تو کسی ایسے کے ساتھ کر جس پر تُو غالب آ سکے۔ مگر ابھی بیٹھ جا اور سوچ لے کہ کیا تُو قادر مطلق خدا سے جنگ میں فتح کی امید کر سکتا ہے؟ اس جھگڑے کو ختم کر دے! ورنہ یہ جھگڑا تجھے ہلاکت اور ابدی تباہی کی طرف لے جائے گا۔

ہمیں اس حکم پر مزید زور اس کے سبب دیا گیا ہے کہ "بیٹے کو بوسہ دو!" جب میں ان الفاظ کو پڑھتا ہوں، تو مجھے ایسا لگتا ہے جیسے ان میں وہ دلیل خود موجود ہے جو اس مطالبے کو واضح کرتی اور اپنے حق کو ثابت کرتی ہے۔ بوسہ دو! کس کو؟ "بیٹے کو"

اور وہ کون ہے؟ وہی یسوع، جو باپ کا پیارا ہے، اور بنی آدم میں دس ہزار میں ممتاز، اور بالکل دلکش۔ بے شک مسیح ایسا شہزادہ ہے جسے تمام انسانوں کی پرستش حاصل ہونی چاہیے۔ اس نے ہمارے لیے ایسے بڑے کام کیے ہیں، اور ہمارے ساتھ ایسا نیک سلوک دکھایا ہے، کہ اُس کی تعظیم بجا لانا فرض سے زیادہ محبت کا فطری جذبہ معلوم ہوتا ہے۔ وہ عبادت جو اُس کا حق ہے، وہ زبردستی قانون کے حکم سے نہیں بلکہ فضل کے الہامی جذبات سے خودبخود بہنی چاہیے۔

وہ لوگ بھی، جو الہام کی سچائی سے انکار کرتے ہیں، ہمیشہ ہمارے خداوند کے کردار سے مسحور ہوئے ہیں۔ تم دیکھو گے کہ مسیحیت کے سب سے زیادہ چالاک مخالفوں کو بھی اس کے بانی کے خلاف کچھ خاص کہنے کو نہ ملا، کیونکہ اُس کی اِراستبازی اتنی شفاف اور اُس کی فروتنی اتنی دلکش تھی

پس، بیٹے کو بوسہ دو! وہ خدا ہے — اُس پر ایمان رکھو۔ وہ کامل انسان ہے — اُس کی دوستی پر بھروسا کرو۔ اس نے انسانی فدیہ کا کام پورا کر دیا ہے، پس اُس کو بادشاہ مان کر اُس کی تعظیم کرو۔ کاش کہ خدا کا ابدی روح تمہیں ابھی اس بات پر مائل کرے، بغیر کسی تاخیر یا پس و پیش کے

اگر میں تم میں سے کسی سے کسی گوشے میں علیحدہ بیٹھ کر بات کر رہا ہوتا، تو میں شاید وعدے کی سادگی سے بھی دلیل پیش کرتا۔

بیٹے کو بوسہ دو! "بس اتنا ہی؟ یسوع کی تعظیم کرو — صرف یہی؟"

جرمنی کا شہنشاہ، جب پرانے زمانے میں پاپائے روم کی ناپاک سلطنت کے تحت تھا، اور اس نے پوپ کی "تقدس" کی توہین کی، تو اسے تین دن تک برف میں کھڑے ہو کر معافی مانگنی پڑی، تب جا کر اُسے رحم ملا۔

میں نے خود روم اور دیگر جگہوں پر پرانے کلیسیائی گرجا گھروں کے باہر وہ کھلے مقامات دیکھے ہیں، جہاں مجرمین کو سالوں تک توبہ کے لیے کھڑا کیا جاتا تھا، گرمی، سردی، برف اور بارش میں، یہاں تک کہ وہ کلیسیائی قوانین کی خلاف ورزی کے باعث معافی حاصل کر لیتے۔

انگلستان کے پرانے دیہاتی گرجا گھروں میں تم کبھی کبھار چھوٹی سی ترجمی کھڑکیاں دیکھو گے، جو صرف قربانی کی میز کی طرف جھانکتی ہیں۔ یہ وہ کھڑکیاں ہیں جن سے وہ غریب گنہگار، جو توبہ کا اقرار کرتے، مہینوں تک کلیسیا کے صحن میں یا کبھی اس کے باہر کھڑے رہنے کے بعد، بالآخر اُسے جھانکنے کی اجازت پاتے تھے، جب اُن کی تھکا دینے والی توبہ کی مدت ختم ہوتی۔

لیکن یہ سب انجیل کی روح کے بر خلاف ہے، کیونکہ انجیل کی روح یہ ہے  
اُو، اُو، اُو! ہم باہم بحث کریں، اگرچہ تمہارے گناہ قمری ہوں، تو بھی وہ برف کی مانند سفید ہو جائیں گے۔" (یسعیاہ 1:18)"

میرے متن کا مفہوم یہ ہے: "بیٹے کو بوسہ دو، اور ابھی دو!" بس اتنا ہی۔ اگرچہ ان لبوں نے کبھی کفر بکھی ہو، پھر بھی بیٹے  
!کو بوسہ دو! اگرچہ ان لبوں نے کبھی تکبر اور غرور کی باتیں یا جھوٹ اور فحش الفاظ نکالے ہوں، پھر بھی بیٹے کو بوسہ دو

اُن مقدس اور زخمی قدموں پر گر جاؤ، اور عمانوئیل پر بھروسا رکھو، اور اپنے آپ کو اُس کا بندہ تسلیم کرو، اور تم بخش دیے  
!جاؤ گے۔ فوراً، بغیر کسی تاخیر کے، اور آج ہی کی رات مسیح میں قبول کیے جاؤ گے

میں نہایت خوش ہوں کہ میرے پاس اتنا اچھا پیغام ہے سنانے کو! کاش کہ تم اسے خوشی سے قبول کرو۔ کاش کہ یہ پیغام سمندر  
!پر گرتی برف کی مانند تمہاری روح میں جذب ہو جائے، تاکہ اب سے ہمیشہ کے لیے تمہیں برکت دے

مزید برآں، ہمارے متن کی نصیحت اُن کے لیے خوشخبری کے ساتھ پیش کی گئی ہے جو اُس پر عمل کرتے ہیں۔  
مبارک ہیں وہ سب جو اُس پر توکل کرتے ہیں!" (زبور 2:12)"

اے تم جو مسیح پر بھروسا کرنے سے ناواقف ہو، کیا تم نے ابھی محسوس نہیں کیا کہ ہم نے کس جو ش اور سرور کے ساتھ یہ  
:نغمہ گایا

اے بابرکت دن، جس نے میرے انتخاب کو ٹھہرایا"  
،تجھ پر، اے میرے نجات دہندہ اور میرے خدا  
،میرا دل کس قدر خوشی سے بھر گیا  
!"اور اُس کی وجدانی مسرت کو سب پر ظاہر کر دیا

کیا تمہیں ہمارے لہجوں میں کوئی حرارت محسوس نہ ہوئی؟ کیا ایسا معلوم نہ ہوتا تھا کہ ہم اپنے پورے دل سے یہ گاتے ہیں؟ اگر  
کسی اور نے اس کو سچ نہ جانا ہو، تو میں نے ضرور مانا! اور میں نے تمہاری آنکھوں کی چمک سے دیکھا کہ بہتوں کے دلوں  
میں شکر گزاری کی یادیں جاگ اُٹھیں۔

!ہمارے لیے سب سے مسرور کن دن وہی تھا جب یسوع نے ہمارے گناہوں کو دھو ڈالا

ہم تمہیں ہرگز دھوکہ نہیں دینا چاہتے کہ مسیحی بننا دنیا کی مصیبتوں سے آزادی دے گا، یا تمہیں آزمائشوں، تکلیفوں، جسمانی  
!بیماریوں، یا موت سے بچا لے گا۔ ایسا ہرگز نہیں

تم پر بھی بیماری اور مصائب ویسے ہی آئیں گے جیسے دوسرے آدمیوں پر، مگر تمہارے لیے ایک تسلی ہوگی، ہر تاریک اور  
پریشان کن گھڑی میں، کہ یہ ہلکی سی مصیبتیں، جو تھوڑی دیر کے لیے ہیں، تمہارے آسمانی باپ کے محبت بھرے ہاتھ سے  
آئیں گی، اور وہ انہیں اپنی حکمت کے مطابق تمہارے لیے وزن اور پیمائش سے ناپ کر دے گا، اور ان کے ساتھ تمہیں کچھ  
میٹھی تسلیاں بھی ملیں گی۔

اور سب سے بڑھ کر، وہ شخص جسے یہ یقین ہو کہ وہ خدا کے ساتھ ٹھیک ہے، اُس کے دل میں ہمیشہ کے لیے خوشی اور  
!اطمینان قائم رہتا ہے

اگرچہ اُس کا گھر وہ نہ ہو جیسا وہ چاہتا تھا، پھر بھی وہ خدا کے مقرر کردہ صلح کے طریقے کو قبول کر چکا ہے۔ وہ مسیح  
!کے خون کے وسیلے صلح پا چکا ہے۔ خدا اُسے محبت کرتا ہے، اور وہ خدا سے محبت رکھتا ہے

!وہ پُریقین ہے کہ وہ جینے یا مرے، وہ مبارک ہے، کیونکہ وہ خدا کے ساتھ صلح میں ہے

!اے بابرکت دن! بابرکت دن! سہ بارہ بابرکت دن  
!جب کوئی شخص اس مبارک حالت میں آ جاتا ہے

میں نے بہتوں کو یہ افسوس کرتے سنا ہے کہ انہوں نے دنیاوی لذتوں میں اپنے ایام گنوا دیے، مگر میں نے آج تک کسی ایک کو  
!بھی یہ کہتے نہ سنا کہ ایمان کی مٹھاس نے اُسے اکٹاہٹ میں ڈال دیا

یہ کبھی میرے نصیب میں نہ آیا کہ کسی مرتے ہوئے ایماندار کے بستر پر یہ سنوں کہ اُس نے یسوع پر بھروسا کرنے کا افسوس کیا!

اور نہ ہی میں نے کبھی کسی ایسے شخص کے بارے میں سنا جو یسوع پر ایمان رکھتے ہوئے مرا ہو، اور مرتے وقت کہے

کاش میں نے دنیا کی خدمت میں آدھی وہ جانفشانی لگائی ہوتی جو میں نے اپنے خدا کی خدمت میں صرف کی، تو میں زیادہ!"

"!خوش ہوتا

اوہ! نہیں، ایسی تلخ حسرتیں، جو ضائع شدہ اور غلط استعمال شدہ نعمتوں پر کی جاتی ہیں، دنیا دار کے لیے موزوں ہیں، اور دنیا کے شاعر نے بھی مرتے ہوئے انسان کے دہن میں یہی فریاد کسی اور رنگ میں ڈال دی، کہ "ہم کیا بن سکتے تھے" اور "ہم کیا کر سکتے تھے"۔ یہی وہ آہ و زاری ہے جو انسان کی زندگی کا حاصل بنتی ہے، جب موت کا سایہ سامنے آ کھڑا ہو اور توبہ بے سود ہو جائے۔

لیکن مسیحی کی تسلی اور اطمینان، اس کے برعکس، صرف اسی خوابش سے دھندلا جاتا ہے جو سب محسوس کرتے ہیں—کاش کہ انہوں نے نجات دہندہ سے زیادہ شدت سے محبت کی ہوتی، اُس پر زیادہ اعتماد کیا ہوتا، اور اُسے زیادہ جانفشانی سے خدمت بجا لائی ہوتی۔ میں نے کبھی کسی اور قسم کی خود ملامتی یا افسوس کی بات نہ سنی۔

"اؤ، اے دوست، اؤ!" وہ ہم سے کہتے ہیں، "کیا فرق پڑتا ہے جب تک کہ تم خوش ہو؟" میں نے انہیں اکثر ایسا کہتے سنا ہے۔

اور اگر یہی تمہارا بھی منشور ہے، اور تم واقعی خوشی کی تلاش میں ہو، تو سن لو، تمہارے لیے اس سے بہتر کوئی راہ نہیں کہ خدا کے بیٹے کو عزت دو، اپنے اور اپنے خالق کے درمیان کی بھیانک جدائی کو ختم کرو، اور اب سے اُس پر توکل کرو!

ایک اور سبب بھی ہے جو تمہیں آمادہ کرے۔

بیٹے کو بوسہ دو، کہیں وہ غضبناک نہ ہو، اور تم راہ سے ہلاک ہو جاؤ، جب اُس کا غضب ذرا سا بھڑک اٹھے!" (زبور 2:12)

!کتنا ہی شدید بیان ہے

،اگر مسیح کا ذرا سا غضب بھڑکے تو لوگ راہ سے ہلاک ہو جاتے ہیں  
تو پھر اُس کا عظیم غضب کیسا ہوگا؟  
،اگر اُس کا ہلکا سا قہر بھڑک اٹھے اور جلانے والی آگ کی مانند دہکنے لگے  
،اور لوگ حیات کی راہ سے اور ہر طرح کی نجات کی امید سے ہلاک ہو جائیں  
تو پھر اُس کے بڑے غضب کا عالم کیا ہوگا؟

کیا یہاں یہ خوف ظاہر کیا گیا ہے کہ کوئی مسیح کے قہر کو اور بھی زیادہ بھڑکانے والا ہو سکتا ہے؟  
!ہاں، افسوس! ایسا ہو سکتا ہے

کیا میں تمہیں وہ شخص بتاؤں جو اس کے امکان میں سب سے قریب ہے؟

یہ وہ بدکار شخص نہیں جو گناہ آلود ماحول میں پیدا ہوا، اور گناہ کی راہ پر چلا آیا، اور اب تک اسی راہ پر بڑھ رہا ہے۔  
نہیں، بلکہ میں ایسے شخص سے کہوں گا

"!یسوع کے پاس آ، اور وہ تجھے ابھی دھو ڈالے گا، اور تیری تمام نجاست سے پاک کر دے گا"

لیکن جس شخص کے بارے میں میں لرزتا ہوں کہ کہیں وہ مسیح کے غضب کو سخت تر کرنے والا نہ ہو، وہ کوئی ایسا شخص ہے جیسا میں تھا

،جسے دیندار ماں باپ کی برکت حاصل تھی  
،جس پر نگاہیں حسد کے ساتھ رکھی گئیں  
،جسے مشکوک صحبت میں شامل ہونے کی اجازت نہ تھی  
،جسے بدعت اور فحاشی سننے سے روکا گیا  
اور جسے بچپن سے خدا کی راہ کی تعلیم دی گئی۔



میرے معاملے میں ایک ایسا وقت آیا جب ابدیت کی سنجیدگیاں میرے دل پر چھا گئیں اور فیصلے کا تقاضا کرنے لگیں اور جب میری ماں نے آنسو بہائے اور میرے باپ نے میرے لیے خدا کے حضور التجا کی۔

اگر اُس وقت خدا کے فضل نے مجھے نہ سنبھالا ہوتا، اور اگر میں اپنے ضمیر کو روند ڈالتا، اور ہدایت کی روشنی کو مسترد کر دیتا،

تو شاید آج میں مردہ ہوتا، زمین میں دفن ہوتا، اور ہلاک شدگان میں گنا جاتا،  
یا شاید میں اُسی جوش و خروش سے بدکرداروں کا رہنما ہوتا، جس جوش و خروش سے میں اب مسیح اور اُس کی سچائی کی خدمت کرتا ہوں۔

جب روشنی دی جاتی ہے،  
جب کوئی اندھیرے میں ٹٹولنے کے لیے نہیں چھوڑا جاتا،  
جب کسی کا ضمیر نرم رکھا جاتا ہے  
تب معمولی سی سرکشی بھی مسیح کو نہایت غضبناک کر سکتی ہے

مجھے ڈر ہے کہ تم میں سے بعض جوان لوگ، جو یہاں پروان چڑھ رہے ہو  
!سخت ملامت کے لائق ہو

تمہیں نیک والدین ملے ہیں،  
تم بچپن سے کلام مقدس کی تعلیم پاتے آئے ہو  
اور تم نے انجیل کی آواز کو بار بار ان نشستوں میں بیٹھے بیٹھے گہرے طور پر محسوس کیا ہے۔  
!لیکن تم ان احساسات کے ساتھ کھیل رہے ہو، تم انہیں معمولی جان رہے ہو

تمہارے خیال میں تم میں کوئی خاص برائی نہیں  
تمہیں یوں لگتا ہے کہ تم نے کوئی بڑا اخلاقی قانون نہیں توڑا۔

لیکن کیا تم نے اُس شخص کے بارے میں نہیں سنا  
جو ہندوستان میں ایک پالتو چیتا رکھتا تھا  
جو ایک بلی کی مانند کھیلتا، اور کسی کو کوئی نقصان نہ دیتا تھا؟

لیکن ایک دن  
جب مالک سو رہا تھا  
تو چیتے نے اُس کا ہاتھ چاٹنا شروع کیا  
پہاں تک کہ وہاں ایک زخم بن گیا  
اور چیتے نے خون کا ذائقہ چکھ لیا۔

پھر کیا باقی رہ گیا؟  
صرف یہی کہ اُسے مار دیا جائے  
!کیونکہ خون کا ذائقہ پا کر اُس کے اندر کا درندہ جاگ اُٹھا تھا

اور تم میں سے بعض نوجوان، باوجود اس کے کہ تمہیں نیک صحبتوں اور خدا ترس ماحول کی برکت حاصل ہے، مجھے ہمیشہ اندیشہ رہتا ہے کہ تم کہیں دنیا کی بدکاری اور گناہ کا مزا نہ چکھ لو، اور پھر تم میں بھی وہی چیتے کی فطرت جاگ اُٹھے۔ اگر تم نے ایک بار اُس کا مزا اور لذت پا لی، تو تمہارا دل ہمیشہ اسی کی پیاس رکھے گا۔

پھر جو امید ہم آج تم سے رکھتے ہیں، کہ تم جلد اپنے والدین کے پہلو میں کھڑے ہو کر مسیح کی خدمت کرو گے  
کہ اے جوان! کل کو تو اپنے باپ کی جگہ لے گا  
کہ اے دوشیزہ! تُو خداوند کی کلیسیا میں ایک نیک بیوی اور ماں بنے گی  
—اور بہتوں کو نجات دہندہ کے پاس لانے کا وسیلہ ہوگی

یہ سب امیدیں خاک میں مل سکتی ہیں، اور اس کے بجائے ہمیں یہ ماتم کرنا پڑے کہ "فرزند والدین کی مانند نہ ہوئے"، اور ہمیں  
"پکارنا پڑے" افسوس، وہ دن جس میں وہ پیدا ہوئے

—پس میں تم سے التماس کرتا ہوں کہ فیصلہ کر لو، کہیں تم راہ سے ہلاک نہ ہو جاؤ  
—خدا کی راہ سے، راستبازی کی راہ سے  
جب اُس کا غضب ذرا سا بھڑک اٹھے  
"کہیں وہ نہ کہے" انہیں چھوڑ دو  
!کہیں وہ نہ تمہارے گلے کی لگام ڈھیلی کر دے

!کیونکہ اگر اُس نے ایک بار ایسا کر دیا، تو افسوس، وہ دن

!کسی شخص کے لیے اس سے بڑی بدبختی اور کیا ہوگی کہ اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیا جائے

!پس بیٹے کو بوسہ دو  
—میں محبت سے، دل کی گہرائیوں سے تم سے فریاد کرتا ہوں  
، یہاں کسی رسمی وعظ کے لیے نہیں کھڑا  
—بلکہ تمہارا بھائی، تمہارا باپ بن کر تم سے عرض کرتا ہوں

!اے جوان! اے دوشیزہ! بیٹے کو ابھی بوسہ دو  
!اپنے دل کو ابھی یسوع کے سپرد کر دو  
!مبارک ہیں وہ جو ابھی اُس پر توکل کرتے ہیں

—اوہ! آج رات، آج رات، آج رات  
، یہ تمہاری فضل میں پہلی رات ہو  
!ورنہ تمہاری امید کی آخری رات

!آج رات، آج رات

—سن لو، گھڑی ابھی بجی ہے  
"ایسا لگا جیسے اُس نے کہا،" آج رات

، خدا تمہیں توفیق دے کہ تم بھی کہو  
"ہاں، آج رات ہی ہوگی—خدا کے لیے، مسیح کے لیے"

، پھر فتح کے نغمے تمہارے ہونٹوں سے بلند ہوں گے  
، اور نجات کی معرفت میں  
—تم سچی خوشی کا مزا چکھو گے  
، یسوع مسیح کے وسیلہ  
!جو واحد ہے جو زندگی بخش سکتا ہے

تشریح از سی۔ ایچ۔ سپرجن  
لوقا ۳۶:۷-۴۸

آیت ۳۶: اور فریسیوں میں سے ایک نے اُس سے درخواست کی کہ وہ اُس کے ساتھ کھانا کھائے۔ پس وہ فریسی کے گھر میں گیا اور کھانے کے لیے بیٹھ گیا۔

وہ اہل مشرق کے رواج کے مطابق بیٹھے، جو درحقیقت نیم دراز ہونے کے مانند تھا، کہ پاؤں پیچھے کی طرف لمبے ہو کر تخت یا مسند پر ہوتے۔

—آیت ۳۷: اور دیکھو، شہر میں ایک عورت جو گناہگار تھی

ایک خاص معنی میں گناہگار، یعنی وہ جس کا پیشہ ہی گناہ تھا۔

آیات ۳۷-۳۸: جب اُس نے معلوم کیا کہ یسوع فریسی کے گھر میں کھانے پر بیٹھا ہے، تو سنگ مرمر کا ایک عطر دان لے کر آئی، اور اُس کے پاؤں کے پیچھے کھڑی ہو کر رونے لگی

وہ ایسا کر سکتی تھی، دیکھو، بغیر کمرے میں مکمل داخل ہوئے، سوائے چند قدموں کے، خاص کر اگر نجات دہندہ کے پاؤں دروازے کے قریب ہوتے۔

آیت ۳۸: اور اُس کے پاؤں کو اپنے آنسوؤں سے دھونا شروع کیا، اور اپنے سر کے بالوں سے پونچھا، اور اُس کے پاؤں چومنے لگی، اور اُن پر عطر ملا۔

پانی کی جگہ اُس نے اپنے آنسو دیے، تولیہ کی جگہ اپنے بال، اُس کے خستہ حال سفر کے زخموں کو آرام دینے کے لیے اپنے نرم لب بطور مرہم رکھے، اور پھر عطر کی صورت میں اپنا قیمتی تحفہ پیش کیا۔

آیت ۳۹: جب اُس فریسی نے جس نے اُسے بلایا تھا یہ دیکھا، تو اپنے دل میں کہنے لگا، "یہ شخص اگر نبی ہوتا تو جان لیتا کہ یہ کیسی اور کس طرح کی عورت ہے جو اُسے چھوتی ہے، کیونکہ وہ تو گناہگار ہے۔"

وہ گناہگار ہے، اور یہ اُسے چھونے دیتا ہے، اور اُس کے پاؤں چومنے دیتا ہے، اور اُس سے ایسا محبت بھرا برتاؤ قبول کرتا "ہے؟ یہ کیسا شخص ہے جو ایک بدکار عورت کے بوسے کو قبول کرتا ہے، خواہ وہ اُس کے پاؤں پر ہی کیوں نہ ہو؟"

آہ! بے وقوف فریسی! اُس نے ظاہری آنکھوں سے فیصلہ کیا، ورنہ جان لیتا کہ سب سے بہترین آدمی بھی کبھی گناہگار کے آنسوؤں سے ناراض نہ ہوگا، کیونکہ توبہ کے آنسو، خواہ کسی دل سے نکلیں، وہ ہمیشہ ہیروں کی مانند قیمتی ہوتے ہیں اُن کے نزدیک جو درست فیصلہ کرتے ہیں۔

"آیات ۴۰-۴۲: اور یسوع نے جواب دے کر اُس سے کہا، "شمعون، مجھے تجھ سے کچھ کہنا ہے۔" اُس نے کہا، "استاد، کہہ۔"

ایک قرض خواہ کے دو قرضدار تھے؛ ایک اُس کا پانچ سو دینار کا مقروض تھا اور دوسرا پچاس کا۔ اور جب اُن کے پاس ادا "کرنے کو کچھ نہ تھا"

اور اس کے باعث وہ قید میں ڈالے جانے اور غلام بنائے جانے کے لائق تھے۔

"آیات ۴۲-۴۳: اُس نے دونوں کو فیاضی سے معاف کر دیا۔ پس مجھے بتا، اُن میں سے کون اُسے زیادہ محبت کرے گا؟"

"شمعون نے جواب دیا، "میرا خیال ہے وہ، جسے زیادہ معاف کیا گیا۔" یسوع نے اُس سے کہا، "تُو نے ٹھیک فیصلہ کیا۔"

یہ معافی کسی شرط یا وعدے کے تحت نہ تھی، بلکہ محض اُس کے فیض کی بدولت تھی۔

آیت ۴۴: اور وہ اُس عورت کی طرف متوجہ ہو کر شمعون سے کہنے لگا، "کیا تُو اس عورت کو دیکھتا ہے؟ میں تیرے گھر میں آیا۔"

"پس یہ تیرا فرض تھا کہ میری میزبانی کرتا۔"

"آیت ۴۴: "تُو نے میرے پاؤں دھونے کو پانی نہ دیا"

حالانکہ یہ عام دستور تھا۔

"آیات ۴۴-۴۵: "لیکن اِس نے میرے پاؤں کو آنسوؤں سے دھویا، اور اپنے بالوں سے پونچھا۔ تُو نے مجھے بوسہ نہ دیا"

جو ہر معزز مہمان کو خوش آمدید کہنے کے لیے ماتھے یا رخسار پر دیا جاتا۔

"آیت ۴۵: "لیکن جب سے میں آیا ہوں، یہ میرے پاؤں چومتی رہی ہے۔"

اُس نے وہ کام کیا جو تجھے کرنا چاہیے تھا، بلکہ اُس نے تجھ سے بہتر کیا، اور بغیر کسی دعوے کے، محض اس لیے کہ اُسے "زیادہ معاف کیا گیا، اور اِسی سبب سے اُس نے زیادہ محبت کی۔"

"آیت ۴۶: "میرے سر پر تُو نے تیل نہ ڈالا

یہ بھی عام دستور تھا۔

آیات ۴۶-۴۸: "لیکن اِس عورت نے میرے پاؤں کو عطر سے معطر کیا۔ اِسی لیے میں تجھ سے کہتا ہوں، اِس کے گناہ، جو کہ بہت زیادہ ہیں، معاف کیے گئے، کیونکہ اِس نے زیادہ محبت کی۔ لیکن جسے تھوڑا معاف کیا جاتا ہے، وہ تھوڑی محبت کرتا ہے۔"

"اور اُس سے کہا، "تیرے گناہ معاف ہوئے۔"